کا یکصد روپیہ دبایا ہوا ہے امین امانت کا مال مغصوب منہ رجس کا روپیہ دبایا ہوا ہے) کو دے سکتا ہے یا موتمن امانت رکھنے والے کو دیوے۔

جواب ۔ حدیث میں ہے۔ عَلَى الْيَدِ مَا اَخَذَتْ حَتّٰى تُؤَدِّيَ۔ رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجۃ (مشکوٰۃ باب الغصب والعاریۃ) جو کچھ ہاتھ نے لیا ہے وہ اس کے ذمہ ہے یہاں تک کہ ادا کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس رستے کوئی شے آئی ہو اسی راستے ادا ہوتی ہے اس کی بجائے کسی اور کو دے دینا ادائیگی نہیں ہاں ایک صورت ہے وہ یہ کہ جس کا روپیہ اس نے دبایا ہوا ہے وہ پنچایت میں اس پر دعویٰ کرے کہ اتنا روپیہ اس نے میرا دینا ہے اور پنچایت اس کو بلا کر اس سے بیان لے اگر اقرار کر لے تو بہتر ورنہ مدعی اپنی شہادت پیش کرے اگر مدعی شہادت پیش نہ کر سکے تو مدعی علیہ سے قسم لی جائے کہ کیا تو نے اس کا روپیہ نہیں دینا ؟ کیا تیرے پاس اس کا کوئی حق نہیں اگر قسم نہ کھائے تو پنچایت اس پر ڈگری کر دے اور اس سے کہے کہ مدعی کا روپیہ ادا کر دے اگر ادا کر دے تو بہتر ورنہ جس سے اس نے لینا ہے اس سے دلوا دے گویا یہ لیا ہو جائے گا۔ جیسے کسی کی قرقی ہوتی ہے کیونکہ پنچایت کا فیصلہ بحیثیت حاکم ہونے کے ہو گا۔ اور حاکم اس سے جبراً دلوا سکتا ہے خواہ اس کی شے اس کے پاس ہو یا کسی دوسرے کے پاس ہو۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

یتیموں کا بیان

یتیموں سے حق بخشوانا

سوال ۔ زید و بکر حقیقی بھائی ہیں زید فوت ہو گیا۔ اس کی تین لڑکیاں نابالغہ ہیں۔ برادری نے ان کا ترکہ میں سے حصہ بکر کے پاس بطور امانت رکھا۔ سوال یہ ہے کہ بکر امین لڑکیوں کی امانت سے بلوغت کے بعد بخشوا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب ۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ

رُشْدًا فَادْفَعُوْا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَاْكُلُوْهَا اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (پارہ ۴، رکوع ۱۲)

یتیموں کی آزمائش کرو، یہاں تک کہ وہ بلوغ کو پہنچ جائیں پس اگر تم ان سے بھلائی معلوم کرو تو ان کے مال ان کے حوالہ کردو، زیادتی سے اور ان کے بڑے ہونے کے خوف سے نہ کھا جاؤ اور جو غنی ہو وہ بچے جو فقیر ہو وہ عرف کے موافق کھائے پس جب مال ان کے حوالے کردو تو ان پر گواہ کرو، اور کافی ہے اللہ حساب لینے والا۔

اس آیت میں کئی ہدایتیں ہیں۔

۱. بلوغ سے پہلے یتیموں کی آزمائش کرتے رہنا چاہیئے۔ تاکہ ان کو نفع ونقصان کا پتہ لگتا رہے اور شے کے رکھنے برتنے کا طریقہ آجائے۔

۲. بالغ ہونے کے بعد متصل مال ان کے حوالہ نہ کرو، بلکہ دیکھو جب ان کی حالت تسلی بخش ہوجائے اور مال کے نفع ونقصان سے پوری طرح واقف ہوجائیں، اور سمجھ لیں کہ یہ مال معاش کا ذریعہ ہیں۔ احتیاط اور حفاظت کی چیز ہیں، تو پھر مال ان کے حوالہ کردو۔

۳. اسراف کرتے ہوئے ان کے بڑے ہونے کے خوف سے پہلے پہلے نہ کھا جاؤ بلکہ غنی بالکل بچے اور فقیر عرف اور دستور کے مطابق کھائے مثلاً قرض لے لے یا کوئی نگرانی یا حفاظت والی شے ہو جیسے باغ، کھیتی مال، مویشی تو اپنی محنت مزدوری لیتا رہے غرض ایسی طرز پر کھائے کہ عام دستور اور رواج کے تحت آسکے۔ عام دستور اور مدارج کا لحاظ رکھتے ہوئے کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اس نے یتیم کا مال ظلماً کھا لیا ہے۔

۴. جب مال ان کے حوالہ کرو تو گواہ کرو تاکہ بعد کو کسی قسم کا جھگڑا پیدا نہ ہو پس اگر بکر نے ان ہدایتوں پر عمل کیا ہے اور اس کے بعد لڑکیوں نے بخش دیا ہے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بکر نے ان کی خلاف ورزی کی ہے تو وہ مجرم ہے اس کو چاہیئے کہ اپنے جرم سے توبہ کرے اور جو کچھ نقصان کیا ہے اس کو پورا کرے ورنہ خطرہ ہے کہ اس آیت وعید کے نیچے آجائے جو اس آیت میں ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا۔ بے شک جو

لوگ یتیموں کے مال ظلم سے کھاتے ہیں سوا اس کے نہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں عنقریب وہ جلتی آگ میں داخل ہوں گے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

امارت کا بیان

جاہلیت کی موت

سوال ۔ اگر کوئی فی زمانہ کوئی کسی امام یا امیر سے بغیر بیعت کئے ہوئے مرجائے تو اس کی موت جاہلیت کی ہوگی یا نہیں؟ اور وہ مسلمان ہے یا نہیں۔

جواب ۔ اگر امام ہو تو اس کی بیعت ضروری ہے اگر نہ ہو تو دوسری حدیث میں ارشاد ہے۔ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ الشَّجَرَةِ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ (مشکوٰۃ کتاب الفتن) یعنی ان تمام فرقوں سے الگ ہوجاؤ خواہ تجھے درخت کی جڑ کھانی پڑے یہاں تک کہ تجھے موت آجائے۔ بالے اس حدیث کا مطلب آج کل بعض یہ سمجھتے ہیں کہ اگر امام نہ ہو تو درخت کی جڑ ضرور کھانی چاہیئے۔ اصل میں یہ لوگ زبان کے محاورہ سے ناواقف ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ ایسی کلام سے مبالغہ مقصود ہوتا ہے بلکہ بعض دفعہ ایسے محل پر ناجائز کام کا ذکر بھی ہوتا ہے چنانچہ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں۔ تَسْمَعُ وَتُطِيعُ الْأَمِيرَ وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ یعنی امیر کی تابعداری کر خواہ تجھے دُرّے مارے اور تیرا مال چھین لے یعنی امیر خواہ ظلم کرے تیری طرف سے اطاعت ہی ہونی چاہیئے۔ دیکھئے ظلم ناجائز ہے۔ مگر مبالغہ کے لئے اس کا ذکر کر دیا ہے نیز ان بعض حدیثوں کا ذکر تو بطور جملہ معترضہ کے تھا۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ موت جاہلیت کا وعید امام کے موجود ہونے کی صورت میں ہے ورنہ نہیں۔ اب چونکہ امام نہیں اس لئے وعید بھی نہیں۔ اگر کہا جائے کہ سلطان ابن سعود اس وقت امام موجود ہے۔ اس کے ہاتھ پر بیعت ہونی چاہیئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بیعت کی ضرورت اس وقت ہے جب امام مطالبہ کرے۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں بھی بہت لوگ ویسے مسلمان ہوجاتے تھے آپ نے ان کو بیعت کے لئے ارشاد نہیں فرمایا چنانچہ ثمامہ بن اثال کا واقعہ مشکوٰۃ باب حکم الاسراء میں موجود ہے۔ اس نے ویسے ہی کلمہ شہادت پڑھ دیا۔ اس طرح فصل رابع مشکوٰۃ